درس ترمذی شریف

افادات: حضرۃ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی

ضبط: مولانا عبدالقیوم حقانی

نظام اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کے کتاب الاطعمہ کے احادیث کی روشنی میں

گرے ہوئے لقمہ کے اٹھانے، برتن میں اطراف سے کھانے اور وسطِ طعام سے نہی فرمانے کی تعلیمات و ہدایات اور مصالح و برکات

باب ماجاء فی اللقمة تسقط

۱۔ عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اکل احدکم طعاماً فسقطت لقمتہ فلیمط ما رابہ منہا ثم لیطعمہا ولا یدعہا للشیطان

۲۔ وعن انسؓ کان اذا اکل طعاماً لعق اصابعہ الثلث وقال اذا وقعت لقمۃ احدکم فلیمط عنہا الاذی ولیاکلہا ولا یدعہا للشیطان وامرنا ان نسلت الصحفۃ وقال انکم لا تدرون فی ای طعامکم البرکۃ

۳۔ قال ابوالیمان حدثتنی جدتی ام عاصم وکانت ام ولد لسنان بن سلمۃ قالت دخل علینا نبیشۃ الخیر ونحن ناکل فی قصعۃ فحدثنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اکل فی قصعۃٍ ثم لحسہا استغفرت لہ القصعۃ۔

ترجمہ ۱۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی کھانا کھاتا ہو اور لقمہ گر پڑے تو جو شک پیدا ہوا اسے دور کردے اور اٹھا کر کھالے اسے

شیطان کے واسطے نہ چھوڑے۔

۲۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآبؐ جب کھانا کھا لیتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹتے نیز آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر پڑے تو اس سے تکلیف دہ چیز دور کر دے اور کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور ہم لوگوں کو آپؐ نے حکم فرمایا کہ رکابی انگلیوں سے پونچھ لیا کرو اور فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے۔

۳۔ حضرت ام عاصمؓ فرماتی ہیں کہ نبیشۃ الخیر ہمارے پاس آئے اس وقت ہم ایک پیالہ میں کھانا کھا رہے تھے انہوں نے ہم سے ایک حدیث بیان کی کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو پیالہ میں کھا کر اسے چاٹ لے گا تو پیالہ اس کے لیے مغفرت کی دعا کرے گا۔

جب لقمہ گر جائے

طعام اور لقمہ خدا کی ایک نعمت ہے جب گر جائے تو خدا کی نعمت سے بے نیازی، تکبر اور غرور نہیں کرنا چاہیئے۔ بعض جگہ گھروں میں ہاسٹلوں میں اور مختلف ہوٹلوں میں دیکھا گیا ہے کہ طلبہ کھانا کھا لینے کے بعد اور ہوٹلوں میں قیام پذیر لوگ کھانا کھا لینے کے بعد روٹی کے ٹکڑوں کو گلی میں یا کوڑا کرکٹ یا گندی نالوں میں پھینک دیتے ہیں جو بعد میں پاؤں تلے روندے جاتے ہیں اور عام گندگی کے ساتھ جھاڑو میں صاف کیے جاتے ہیں یہ انتہائی بے نیازانہ اور متکبرانہ انداز ہے جو عقلاً مذموم ہے اور شرعاً ناپسندیدہ ہے۔

ادب کا تقاضا یہ ہے کہ طعام اور روٹی کے بقیہ ٹکڑوں کو ایک طرف رکھے ہوئے کسی برتن میں جمع کیا جاتا رہے جو غلاظت نجاست کے عام ڈھیروں سے علیحدہ ہو اور جہاں ڈالتے ہوئے سوء ادب کا ارتکاب نہ ہوتا ہو۔

فریب نفس اور وسوسۂ شیطان

بہر حال لقمہ جب گر جاتا ہے تو نفس پر اس کا اٹھانا بہت شاق گزرتا ہے شیطان وسوسے بھی ڈالتا ہے کہ لوگ کہیں گے یہ شخص بڑا بھوکا اور حریص ہے مگر یہ محض فریب نفس ہے جبکہ گرے ہوئے لقمے کا اٹھانا اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے عجز، تواضع، حاجتمندی اور بندگی اور شکر گذاری کا اظہار ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے اس عمل کو دیکھ کر فرماتے ہیں کہ میرا یہ بندہ متکبر، جاہ پرست اور نفس پرست نہیں ہے بلکہ میری نعمتوں کا قدردان ہے۔

بعض الفاظ حدیث کی تشریح

اذا اکل احدکم طعاماً فسقطت ۔ حدیث میں اسقاط (گرانا) نہیں آیا ہے بلکہ مجرد کا صیغہ سقوط لایا گیا۔ مسلمان سے تو اسقاط (گرانے) کا تصور بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ خود لقمے کو گرائے اور بے ادبی و بے احترامی کرے ۔

بلکہ فسقطت (گرجانے) کے الفاظ آئے ہیں اس کی مراد یہ ہے کہ غیر ارادی طور پر لقمہ خود گرجائے غیر شعوری بے فکری میں بعض اوقات لقمے گرجاتے ہیں ۔

فلیمط ما رابہ منھا ۔ جب لقمہ گرجائے تو لامحالہ اس کے ساتھ اس جگہ کی چیزیں بھی مختلط ہوجاتی ہیں تو جو چیز طبیعت پر ناگوار ہو۔ تردد ہونے لگے ہوں ، مٹی کے ذرات لگ گئے ہیں تو ان کو دور کردو فلیمط اماطۃ سے ہے بمعنی دور کردینے کے جیسا کہ اماطۃ الاذیٰ عن الطریق ہے رابہ ریب سے ہے بمعنی شک اور تردد کے رابنی الشئ وارابنی بمعنی شکلکی کے آیا ہے ۔ فرمایا دع ما یریبک الیٰ مالا یریبک جو چیز تمہیں تردد اور تذبذب میں ڈالتی ہے اس کو ترک کردو اور جس میں تردد نہ ہو شرح صدر ہو اسے اختیار کرلیا کرو اور مسلم کی روایت میں ہے فلیاخذھا فلیمط ما کان بھا من اذی ثم لیطعمھا ۔ پھر جھاڑ پھونک کر صاف ستھرا کرکے اس کو کھالے مسلم کی روایت میں لیأکلھا کے الفاظ منقول ہوئے ہیں ۔ مگر اس کے یہ معنی بھی نہ سمجھیں جائیں کہ اگر لقمہ کسی گندی جگہ پر گر پڑے اور طبیعت بھی نہ مانے تو اسے بھی خواہ مخواہ اٹھا کر کھالے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر صاف ستھرا رہے کھانے کے قابل ہو تو ایسا کرے ورنہ نہیں ۔

امام نوویؒ بھی یہی فرماتے ہیں فی الحدیث استحباب اکل اللقمۃ الساقطۃ بعد مسح اذی یصیبھا ھذا اذا لم تقع علی موضع نجس فان وقعت علی موضع نجس تنجست ولا بد من غسلھا ان امکن فان تعذر اطعمھا حیواناً ولا یترکھا للشیطان ۔

شیطان کے لیے نہ چھوڑنے کا مطلب

ولا یدعھا للشیطان جب گرا … لقمہ نہ اٹھایا نعمت کی بے قدر … تو … نہ اسے شیطان … وہ متروکہ نوالہ اور ساقط شدہ حصہ شیطان کا حصہ بن گیا اور عبارت اپنے ظاہر [illegible] شیطان کی خوراک … کے کھانے کے لیے نہ چھوڑے ، وجہ اس کی یہی ناشکری اور کفرانِ نعمت …

اور ذریعہ مسرت ہر وہ چیز ہے جس میں ترکِ سنت اور معصیت اور کفرانِ نعمت کا ارتکاب ہوتا ہو یہ ساقط شدہ اور متروکہ طعام شیطان کا محبوب بن جاتا ہے کہ مکھی کی طرح وہ گندگی کو پسند کرتا ہے علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ عام حالات میں اس لقمہ کے اٹھانے اور کھانے سے تکبر اور غرور مانع بن جاتا ہے وذالک من عمل الشیطان اور یہ کبر وغرور شیطان کے اعمال سے ہے اس کی حکمت ظاہر ہے کہ اس میں نعمت کا ضائع کرنا ہے اور کھانے کی حقارت بھی، پھر کفار ومنکرین کی مشابہت بھی تو ہے کہ متواضعین کی شان تو یہ ہے کہ وہ تواضع وانکسار اختیار کریں ۔

یا مطلب یہ ہے کہ شیطان کی وجہ سے یہ کام نہ کرو یعنی تجھے جو یہ وسوسہ لگا ہے کہ لوگ کہیں گے کہ یہ شخص بھوکا ہے حریص ہے وغیرہ وغیرہ یعنی تم جو یہ گرا ہوا لقمہ ترک کر رہے ہو اور اس کے اٹھانے اور کھانے میں عار محسوس کرتے ہو اس کی وجہ خالصتہً شیطانی وساوس ہیں لاجل وساوس الشیطان ۔شیطانی وساوس اور شیطانی خیالات کی وجہ سے اسے ترک نہ کرو بلکہ کھالو۔ امام طیبیؒ کی مراد بھی یہی ہے ۔

پلیٹ صاف کرنے کی ہدایت

وامرنا ان تسلت الصحفة وقال انکم لاتدرون فی ای طعامکم البرکہ ۔

فرمایا کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم بھی دیا کہ ہم طعام کی پلیٹ کو صاف کرلیا کریں اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک بڑے دستر خوان پر دسیوں قسم کے کھانے چنے گئے ہیں سب کا کھایا جانا ممکن ہی نہیں اور حکم ہے کہ سب کو صاف کرو یا بہت بڑا طشت بھرا ہوا ہے اور اسکو خواہ مخواہ ساف کرنے کا حکم ہے ۔بلکہ مراد وہ پلیٹ ہے جس کا کھانا کھانے والوں کیلئے کفایت کرے جب کھانا کھالیا تو ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو صاف کرے ۔

اب یہ بھی رواج بن چکا ہے کھانا کھالیا جب ایک دو نوالے رہ گیا تو چھوڑ دیا بسکٹ کے پلیٹ ساری ہڑپ کی آخر میں ایک دو بسکٹ یا ٹوٹے ہوئے بسکٹ کے اجزاء چھوڑ دیئے۔ تو لامحالہ یہ بقیہ طعام ضائع ہوگا گندگی میں پھینکا جائے گا ۔جب اُسے کوئی کھائے گا نہیں جو سڑ کر بدبودار ہو جائے گا یا نالی میں پھینک دیا جائے گا لہٰذا حکم دیا گیا کہ پلیٹ کو صاف کرلو ایک دو نوالوں کے کھانے سے کچھ نہیں ہوتا، پلیٹ کو صاف کرلو، انگلیوں سے چاٹ لو کہ خدا کی نعمت ہے اس کی قدر یہی ہے کہ اُسے اشتیاق اور احترام اور نیازمندی کے ساتھ کھایا جائے ۔ اگر دستر خوان بڑا ہے یا پلیٹ اس طرح بھری ہے جو کھانے والے کی کفایت سے بڑھ کر ہے تو وہاں

حکم یہ ہے کہ بقدر حاجت کھا لیا جائے باقی اوروں کے استعمال کے لیے چھوڑ دیا جائے۔

سلت اور صحفہ | نسلت الصحفة مراد صحابہ بہ نفر نفیس کے باب سے ہے جب بقیہ طعام کا تتبع کیا جائے تو اسے سلت کہتے ہیں ای

نتتبع ما بقی من الطعام، صحفة بڑی رکابی کو کہتے ہیں۔ امام کسائی فرماتے ہیں سب سے بڑی رکابی کو جفنة کہتے ہیں اس کے بعد قصعہ ہے جس میں دس آدمیوں کا کھانا آسکتا ہے پھر صحفہ ہے جس میں پانچ آدمیوں کا کھانا سما سکتا ہے پھر میکلہ ہے جس میں دو یا تین آدمی کھانا کھا سکتے ہیں اس کے بعد صحیفہ ہے جس سے ایک آدمی بسہولت سیر ہوتا ہے۔

دخل علینا نبیشة الخیر یہ نبیشۃ الخیر صحابی ہیں الہذلی ہیں مگر قلیل الحدیث ہیں نیکی کی وجہ سے سراپا خیر ہی لقب بن گیا۔

طعام کا برتن اپنے صاف کرنے والے کیلئے دعا کرتا ہے | قال من اکل فی قصعة ثم لحسها۔ صاف

کرلیا، انگلیوں پر یہ تواضع احترام و تعظیم طعام اور اس کے تلف ہونے سے صیانت و حفاظت کا عمل ہے جس پر اس کے لیے قصعہ استغفار کرے گا۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر دانی کی اور رب کریم کے سامنے اپنے عمل سے اپنی محتاجی کا اظہار بھی کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا تھا رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر۔ پروردگار تو جو کچھ مجھے عطا فرمائے میں اس کا محتاج ہوں۔ اعمال کے اطراف (برتن) بھی خوش ہوتے ہیں دعا کرتے ہیں، یہ اطراف عام ہیں برتن ہو، مسجد ہو، میز اور کرسی ہو، تپائی ہو، جائے نماز اور پلیٹ ہو، سبیل یا پانی کی نالی ہو سب دعا کرتے ہیں۔ ان اشیاء کی قدر دانی یہ ہے کہ ان کو اپنے محل اور مصرف میں استعمال کیا جائے اور اگر غیر محل میں استعمال کیا ہے .... تو یہ ناشکری ہے بے ادبی ہے، تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اس کے صحیح جائز محل میں استعمال کرنا شکر ہے اور غلط مصرف یا تی غیر محلہ استعمال کرنا کفران نعمت اور ناشکری ہے۔

اسی طرح آنکھوں پر جائز چیزیں دیکھنا شکر گذاری ہے ممنوعات اور محرمات دیکھے گا تو ناشکری ہوگی ناقدری ہوگی اور گناہ ہوگا۔ زبان سے جھوٹ، کذب، غیبت اور فحش بولتا ہے تو گناہ ہے کفران ہے، ذکر استغفار تلاوت، تبلیغ، تدریس اور سچائی، اقوال خیر ہیں تو یہ شکر گذاری ہے، اسی طرح برتن کا استعمال اور پھر صاف کرنا تعظیم طعام اور نعمت کا شکریہ ہے۔

استغفار ظرف حقیقت یا مجاز

تو برتن استغفار کرتا ہے یہ حقیقت پر محمول ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں (وان من شئ الا یسبح بحمدہ) کائنات کا ذرہ ذرہ تسبیح خوان ہے۔ ہر چیز خواہ وہ زمین ہے یا آسمان اشجار و احجار ہیں قلم و کاغذ ہیں اور پلیٹ و برتن طعام و خوراک ہیں سب نیکی کے کاموں پر خوش ہوتے ہیں اور حقیقتاً اعمال خیر کے مرتکب کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ بعض حضرات نے یہ توجیہ بھی کی ہے کہ کھانے والے سے اس برتن میں تواضع، احترام و تعظیم طعام، قدردانی اور تشکر کے اعمال کا ظہور ہوا ہے یہ ایسے اعمال ہیں جو مرتکب کے لیے ذریعہ مغفرت بنتے ہیں فاضاف الی القصعة لانہا کالسبب لذالک۔ تاہم اس میں حمل علی الحقیقہ واضح اور متعین ہے لہٰذا حمل علی المجاز کے تکلفات زیادہ موزوں معلوم نہیں ہوتے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اسے حقیقت پر حمل کیا ہے

شیاطین بھی اللہ کی مخلوق ہیں جو اکثر اوقات انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں مگر انسان ان کو کم دیکھ سکتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں جو کچھ ہمیں بتایا ہے وہ خالص وحی اور علم الٰہی کی بنیاد پر ہے جو بالکل صحیح اور حق ہے پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کبھی ان کا مشاہدہ بھی ہو جایا کرتا تھا جس طرح ہم اس دنیا میں مادی چیزوں کا مشاہدہ کرتے ہیں جیسا کہ بہت سی احادیث میں یہی مضمون آیا ہے لہٰذا ایسی تمام روایات جن میں کھانے کے وقت شیاطین کے شریک ہونے (جب اللہ کا نام نہ لیا جائے) یا گرے ہوئے لقمے میں شیطان کا حصہ ہو جانے کا ذکر ہے ان کو مجاز پر محمول کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ نے اسی حدیث کی شرح میں حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ ایک روز ہمارے ایک دوست (جو اُن کے شاگرد ہوں گے یا مرید) ہمارے ہاں آئے تو ان کے لیے کھانا لایا گیا وہ کھانا کھا رہے تھے کہ ان کے ہاتھ سے ایک ٹکڑا گر گیا اور لڑھک کر زمین پر چلا گیا جو لوگ وہاں موجود تھے اور اس تماشے کو دیکھ رہے تھے انہیں اس پر بہت تعجب ہوا۔ بہرحال جو صاحب کھانا کھا رہے تھے انہوں نے خوب کوشش کی اور لڑھکتے ہوئے ٹکڑے کو پکڑ کر اپنا لقمہ بنا لیا۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کا مزید پس منظر یہ بیان کیا کہ چند روز بعد جب کسی آدمی پر ایک جنی شیطان مسلط ہو گیا اور اس آدمی کی زبان سے باتیں کیں تو اس نے ہمارے اس دوست

کا نام لے کر کہا کہ فلاں شخص ایک مرتبہ کھانا کھا رہا تھا میں بھی اس کے پاس پہنچ کر اس کے ساتھ شریک ہوگیا مجھے وہ کھانا بہت لذیذ اور پسندیدہ لگا مگر وہ شخص مجھے کھلانے پر آمادہ نہ تھا بالآخر میں نے وہ کھانا اس کے ہاتھ سے اُچک لیا اور گرا دیا مگر اس نے پھر مجھ سے چھین لیا اور اپنا نوالہ بنا لیا

حضرت محدث دہلویؒ نے ایک دوسرا واقعہ اپنے ہی خاندان کے افراد کا بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے خاندان کے کچھ افراد گاجریں کھا رہے تھے، ایک گاجر ان سے گر گئی تو ایک آدمی جلدی جھپٹا اور گری ہوئی گاجر اٹھا کر کھالی جب کچھ وقت گذر گیا تو اس شخص کے پیٹ میں سخت درد اٹھا اور سینہ میں بھی درد شدت اختیار کر گیا اس کے بعد اس پر شیطان کا اثر ہوگیا اور جن اس پر مسلط ہوگیا تو جن نے اس آدمی کی زبان میں بتایا کہ اس شخص نے میری گاجر اٹھا کر کھالی تھی بہرحال اس قسم کے واقعات بہت ہیں حضرت شاہ صاحبؒ نے ان واقعات کے بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس قسم کے روایات جن میں شیاطین کے کھانے پینے میں شرکت اور ان کے افعال و اعمال اور تصرفات کا ذکر آیا ہے مجاز کے قبیلہ سے نہیں ہیں بلکہ بر حقیقت پر محمول ہیں جو کچھ بھی اِن روایات میں بتایا گیا ہے وہ حقیقت ہے۔

باب ماجا فی کراھیة الاکل من وسط الطعام

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان البرکة تنزل وسط الطعام فکلوا من حافتیہ ولا تاکلوا من وسطہ

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برکت کھانے کے بیچ والے حصہ میں اترتی ہے اس لیے برتن کے کناروں سے کھاؤ۔ بیچ میں سے نہ کھاؤ۔

اطراف سے کھانے کی ترغیب اور وسطِ طعام سے کھانے سے نہی

واقعہ یہ ہوا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ثرید سے بھری ہوئی ایک لگن لائی گئی آپؐ نے لوگوں کو اس میں شریک فرمالیا جب لوگ کھانے لگے تو آپؐ نے یہ ہدایات جاری فرمائیں کہ اس کے اطراف سے کھاؤ اور بیچ میں ہاتھ نہ ڈالو کیونکہ برکت بیچ میں نازل ہوتی ہے۔

سنن ابی داؤد میں بھی یہ روایت مذکور ہے مگر اس میں ثرید کے واقعہ کا ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اذا اکل احدکم طعاماً فلا یاکل من اعلی القصعة ولکن یاکل من اسفلها فان البرکة تنزل من اعلاها

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اسے چاہیئے کہ طباق کے بالائی حصہ سے (یعنی وسط سے) نہ کھائے بلکہ نیچے والے حصہ (یعنی کنارے) سے کھائے کیونکہ برکت بالائی حصہ سے اترتی ہے۔

عمرو بن ابی سلمہ کو کھانے کے تین آداب کی تعلیم

عمرو بن ابی سلمہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش تربیت میں تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ بچپنے میں اس زمانہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے ساتھ ایک ہی پلیٹ میں کھانا کھلاتے تو میرا ہاتھ پلیٹ میں ہر طرف چلتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا اور سکھایا کہ بسم اللہ پڑھ کے کھانا کھایا کرو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنی طرف سے اور اپنے سامنے سے کھاؤ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سَمِّ اللہ و کل بیمینك و کل مِمَّا یلیك بخاری اور مسلم کی اس روایت میں کھانے کے تین آداب بیان کیے گئے ہیں (۱) آغاز میں بسم اللہ پڑھنا (۲) داہنے ہاتھ سے کھانا اور (۳) اپنی طرف اور اپنے سامنے سے کھانا۔

مقصد حدیث باب کی تائید میں وسط میں برکت کے نزول کا استدلال ہے کل مما یلیك کہ وسط آخر تک باقی رہے کہ وہ نزول برکت کا مہبط ہے خیر الامور اوسطها لہذا برکت بھی دیر تک اور کھانے کے آخر تک باقی رہے گی۔

بہر حال اس باب میں بھی وہی برکت کی بات ہے جب ایک قصعہ یا دستر خان پر کئی آدمی بیٹھے ہیں تو ہر آدمی چاروں طرف ہاتھ نہ مارے اپنے سامنے کھائے ہر طرف ہاتھ مارنے میں کراہیت اس وجہ سے آتی ہے کہ اس میں اولاً تو بد اخلاقی ہے ثانیاً یہ دوسروں کی ایذار کا سبب ہے اور ایذار مسلم حرام ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس طرح کی حرکت حرص پر دلالت کرتی ہے۔

البرکة

برکت دراصل ایک خدائی امر ہے هو وقوع الخیر الالٰهی فی الشیئ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا ادراک اور احساس ہوتا تھا ــــ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مشاہدۃً یہ محسوس فرماتے تھے کہ برکت براہِ راست کھانے کے وسط میں نازل ہوتی ہے پھر اس کے اثرات اور ثمرات کھانے کے اطراف وجوانب کی طرف پھیلتے ہیں اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تاکید فرماتے ہیں کہ کلوا من جوانبہا طعام برتن کے کناروں سے کھاتے رہیں درمیان میں ہاتھ نہ ڈالیں — مادیت اور ریب وتردد کے اس دور میں ان برکات کا انکار وہی کر سکتے ہیں جو نفاق اور باطنی کدورت کے مریض ہوں ورنہ برکات کے نزول میں اللہ تعالیٰ کا قانون اب بھی وہی ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے دور میں تھا مگر یقین، ایمان اور اسی بنیاد پر استحقاق شرط ہے۔

حافتین سے مراد

فکلوا من حافتیہ حافہ جانب کو کہتے ہیں حافہ زبان کے کنارے کو بھی کہتے ہیں حافتین یعنی دو کنارے، یہ لفظ تثنیہ ہے مراد اطراف ہیں خصوص تثنیہ مراد نہیں ایک روایت میں فکلوا من جوانبہا کی تصریح ہے سیوطی کی جامع صغیر میں فکلوا من حافاتہ اور ابن ماجہ کی روایت میں فخذوا من حافتہ کے الفاظ منقول ہوئے ہیں۔

امام رافعیؒ اور امام غزالیؒ کے ارشادات

ولا تاکلو من وسطہ امام رافعیؒ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ثرید کے درمیان اور وسطِ طعام سے کھانا مکروہ ہے امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ روٹی کے درمیان سے بھی نہ کھائے بلکہ اولاً اس کے کناروں سے نوالے توڑے اس کی وجہ بھی یہی حدیث ہے جس میں وسط طعام سے کھانے کی نہی ہے۔

(بقیہ صـ۵۶ سے)

ترجمہ: ابن ہشام نے اعراب کے موضوع سے متعلق اپنی کتابوں کے ذریعہ ہمارے سامنے ایک ایسی نوعروس کو پیش کیا ہے جس کا اہل ان کے علاوہ کوئی اور شخص نہیں ہو سکتا، وہ اہل زبان کے لیے ایسی تصنیف منظر عام پر لائے ہیں جس کے لیے جب بھی اس کا تذکرہ کیا جائے آنکھیں بچھائی جائیں گی، اس کا نام انہوں نے مغنی اللبیب رکھا ہے حقیقت یہ ہے کہ تمام لوگ اسکے محتاج اور ضرورت مند ہیں۔

(بقیہ صـ۲۹ سے)

OF PASHAWAR" NO (JANUARY 1964)
الزبیر کتب خانہ نمبر (۱) بہاولپور اُردو اکیڈمی ۱۹۶۷ء اسلامی کتب خانے تاریخ کے آئینے میں۔ کتاب ماہنامہ (اگست ۱۹۸۳ء) شمارہ ۱۰/۱۶ ص۱۵-۱۷
اکرم کامل منترجم ایران میں اشاعت وطباعت۔ کتاب ماہنامہ (شمارہ ۳ جنوری ۱۹۸۲ء) ص۲۶
محمد زبیر الحاج۔ اسلامی کتب خانے۔ دہلی مکتبہ برہان۔

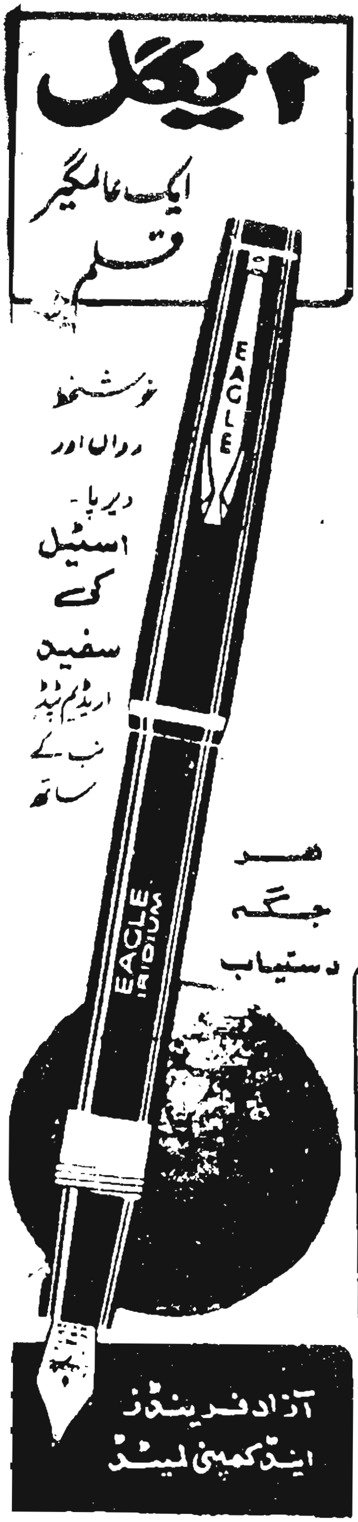

ایگل
ایک عالمگیر
قلم
EAGLE
خوشنما
رواں اور
دیرپا
اسٹیل
کے
سفید
اریڈیم ٹپڈ
نب کے
ساتھ
ہر
جگہ
دستیاب
EAGLE IRIDIUM
آزاد فرینڈز
اینڈ کمپنی لمیٹڈ

دِلکش
دِلنشیں
دِلفریب
حُسین کے پارچہ جات
گلستان پرنٹس
حسین کے خوبصورت پارچہ جات
نہ صرف آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں
بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی
نکھارتے ہیں۔ خواتین ہوں یا
مرد دونوں کے ملبوسات کیلئے
موزوں۔ حسین کے پارچہ جات
شہر کی ہر بڑی دکان پر
دستیاب ہیں۔
FABRICS
خوش پوشی کے پیش رو
حسین ٹیکسٹائل ملز
حسین انڈسٹریز لمیٹڈ کراچی
کا ایک ڈویژن

قومی خدمت ایک عبادت ہے
اور
سروس انڈسٹریز اپنی صنعتی پیداوار کے ذریعے
سال ہا سال سے اس خدمت میں مصروف ہے
Servis